وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان

سلسلہ ۲۴۳

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں (پ ۴ ع ۲)

ماہِ رجب کے کونڈے

حضرۃ مولانا حکیم انیس احمد صدیقی صاحب

اے جے خاں صاحب

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نشتر روڈ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۵

اقرأ باسم ربك الذي

صدیقی ٹرسٹ کراچی

تبلیغ واصلاح

تبلیغ واصلاح کے لئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان
جو عبادت وطاعت کیلئے پیدا کیا گیا تھا اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے۔
اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد، لادینی اور بے حیائی
کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز۔ روزہ اور شعائرِ اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ
کے فرضِ کفایہ کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے
تا وقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کیلئے بھی کوشش کرے۔

یہ آپ کا فرض ہے اس کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجئے۔

اِن رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے، خود شائع
کیجئے یا اپنے عطیات بذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر صدیقی ٹرسٹ کے نام بھیجئے۔
آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم سے
آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔ اس کی جواب دہی آپ کے ذمہ
ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر زمان
محمد منصور الزماں صدیقی

خط وکتابت کے لئے پتہ
صدیقی ٹرسٹ
نسیم پلازا۔ نشتر روڈ نزد لسبیلہ چوک کراچی

۲۴۳
سلسلہ ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید السادات

حضرت جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان

کے نام نہاد کونڈوں کی حقیقت اور شرعی حکم

از

حضرت مولانا حکیم انیس احمد صدیقی حنفی مجددی ولی اللّٰہی

صدیقی ٹرسٹ۔ نسیم پلازا۔ نشتر روڈ۔ کراچی

اشاعت سوم آٹھ ہزار

بطور صدقۂ جاریہ ہدیہ پچاس پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد السادات حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان کے کونڈوں کی رسم قطعی طور پر بدعتِ سیئہ ہے۔ اس رسم کی ایجاد اور تشہیر کا سہرا ایسے لوگوں کے سر ہے جو اسلام کی اصل صورت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔

اس قسم کی تمام بدعات قرآن وحدیث (کتاب وسنّت) کے صاف اور صریح احکام کے قطعی خلاف ہے۔ کونڈوں کی کتاب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر عورتوں میں پڑھی جاتی ہے وہ قطعی طور پر جھوٹی اور افترا پر مبنی ہے۔ حضرت جعفر صادقؒ پر بہتان ہے۔ تمام علماء اہل سنّت والجماعت، مکتب فکر دیوبند اور مسلک علماء بریلی اس پر متفق ہیں کہ کونڈوں کا رواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک دور میں ہرگز نہ تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ دین میں ہر نئی پیدا کی ہوئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ بزرگوں یا عزیزوں کو ایصال ثواب کرنا علیحدہ چیز ہے اس کے جائز و مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

انیس احمد صدّیقی
مجلس اشاعتِ اسلام
صدّیقی نگر کوٹ لکھپت، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید السادات

حضرت جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان

کے کونڈوں کے متعلق شرعی حکم

سوال :- حضرت سید السادات جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان کے کونڈے جو آجکل عوام میں مروج ہیں ان کی شرعی کیا حیثیت ہے (حافظ حامد محمود صدیقی)

جواب : حضرت سید السادات جعفر صادق علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ ہیں۔ اکابرینِ اسلام میں آپ کا بلند مقام ہے۔

ولادت : ۸ رمضان سنہ ۸۰ھ

وصال : شوال سنہ ۱۴۸ھ (کما فی البدایۃ والنہایۃ)

تمام مسلمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم سے خلوصِ دل کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی محبت و پیروی کو دنیا و آخرت میں نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔ اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ ۲۲ رجب باتفاقِ مؤرخین نہ موصوف کا یومِ ولادت ہے، نہ یومِ وصال۔ ماہِ رجب المرجب حقیقت میں معراجِ نبوی علیٰ صاحبہا الف صلوٰۃ وسلام کا مہینہ ہے

امام الانبیاءؐ کی عظمت اور شان کا مہینہ ہے، اس کی اس نسبت کو مٹانے اور بدعت یعنی کونڈوں کے ساتھ منسوب کرنے کی ایک ناپاک سازش ہے۔ اگر حضرت موصوف سے ایسی ہی عقیدت و محبت ہے تو کھانا پکا کر مساکین اور مستحقین کو کھلایا جائے قرآن شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے لیکن کونڈوں کو خاص انداز و شرائط کے ساتھ بھرنا اور کھانا کھلانا قطعی طور پر اسلام میں ایک نئی چیز پیدا کرنا یا شامل کرنا ہے۔ دین میں کسی چیز کا کم و بیش کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں۔

قصۂ عجیبہ یا کونڈوں کی کتاب میں جو واقعہ تحریر کیا گیا ہے یہ قطعی طور پر جھوٹا بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ اسی طرح حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف سے یہ وعدہ ۲۲ رجب کو کونڈے کرو اور میرے توسّل سے مراد طلب کرو، مراد پوری نہ ہو تو قیامت میں تمہارا ہاتھ اور میرا دامن ہوگا۔

بلاشک وشبہ آپ پر بہتان اور تہمت ہے۔ مسلمانوں کے پاس اللہ کی کتاب قرآن مجید جس میں کوئی تغیر یا تبدیلی یا تحریف نہیں ہے موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت قائمہ بھی محفوظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّت پر احسانِ عظیم ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان تمام عمر بھی آپؐ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتے اور آپؐ کو اُمّت سے اس قدر پیار ہے کہ والدین کو بھی بچے کے ساتھ اتنی محبت نہیں ہوتی۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ آپؐ کی شان ہے۔ قیامت کے روز جب تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام نفسی نفسی پکاریں گے،

آپؐ اُمتی اُمتی فرمائیں گے۔ آپ نے پیاری اُمت کے مصائب و مشکلات کو حل کرنے کے لئے اس قسم کے کونڈے بھرنے کی تجویز نہیں کئے، نبی نے نہیں کئے تو ولی کس طرح تجویز کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :-

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ (الانعام)

(ترجمہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے کوئی رد نہیں کر سکتا اور اگر تم کو فائدہ پہنچائے تو ہر بات پر قادر ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کسی کی تکلیف دور نہیں کر سکتا، حاجت روائی نہیں کر سکتا، غیر اللہ کی نذر کرنا شرک ہے۔

(۲) جس طرح اس کے کرنے والا گنہگار اور بدعتی ہے اسی طرح شرکت کرنے والا بھی بدعتی اور گنہگار ہے۔

(۳) حضرت سید السادات جعفر صادقؒ تو بڑے درجہ کے بزرگ ہیں کوئی ادنیٰ مسلمان بھی اس قسم کی لاف و گزاف نہیں کر سکتا۔

(۴) ہر مسلمان پانچ وقت نمازوں میں کئی کئی بار اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے جس کا مطلب واضح یہ ہے کہ ہم صرف تری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کونڈوں کے عمل سے نماز کی روح باطل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جو اقرار بار بار کرتے رہے اس میں جھوٹے ہو گئے۔

○○○

کسی نے ایک جھوٹا افسانہ گھڑ لیا اس میں مؤثر کردار عورتوں کو دیا تاکہ عورتیں اس کو پڑھ کر یا سُن کر معتقد ہو جائیں۔ عام جاہل یا کم لکھی پڑھی عورتیں اس قسم کے قصہ کہانیوں کو بہت جلد قبول کر لیتی ہیں اور ان کو ایمان کا جزو بنا لیتی ہیں۔

حضرت جعفر صادقؒ کے زمانۂ حیات میں بنی اُمیہ کی حکومت تھی، اس کے بعد عباسی حکومت قائم ہوئی۔ بنی اُمیہ کا دار الخلافہ دمشق تھا اور عباسی حکومت کا دار الخلافہ بغداد تھا۔ اس زمانہ میں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ بادشاہت اور وزارت کا وجود مدینہ منورہ کیا پوری عرب دنیا میں نہ تھا۔ من گھڑت قصہ میں نہ بادشاہ کا نام ہے نہ وزیر کی صراحت۔ مخالفوں نے دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات ۲۲ رجب کو خوشی کا دن عید کے دن کی طرح منانے کے لئے اس رسم کا سہارا لیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کاتبِ وحی، ہادی و مہدی اور رشتے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چند پشتوں کے بعد ایک جد کی اولاد عم زاد، دوسرے رشتے سے برادر نسبتی تھے۔ منافقوں کو ہمیشہ سے ان کے ساتھ بغض و عداوت رہی ہے ان ہی کی وفات کی خوشی میں خستہ پوریاں جو ہندوانہ رسوم کے مطابق پکائی جاتی ہیں تقیہ (جھوٹ) کے ذریعہ یہ رسم اہل سنت والجماعت میں پھیلا دی ہے۔ داستانِ عجیب یا نیا نامہ حضرت جعفر صادق چھپوا کر اس کی خوب تشہیر کی ہے۔ بعض یادداشتوں سے معلوم ہوا ہے کہ کونڈے بھرنے کی ابتداء ۱۹۰۶ء میں ریاستِ رامپور (یو۔ پی) سے ہوئی (جواہر المناقب) اس رسم کا کرنا بدعت ہے، گمراہی ہے۔

كُلُّ مُحْدَثٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (حدیث)

ترجمہ: جو دین میں نئی بات پیدا کرے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے

دیوبند و بریلی کے مشرب سے تعلق رکھنے والے علماء بلکہ تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس پر متفق ہیں کہ حضرت جعفر صادق کے کونڈے جس طرح سے برِ کوچک پاک و ہند میں رواج دیئے گئے ہیں ان کا شریعتِ مصطفوی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسم سراسر بدعت اور گمراہی ہے۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب کونڈوں کے متعلق یہ ثابت کر دیں کہ زمانۂ سلف صالحین، تابعین، تبع تابعین میں اس رسم کا کوئی وجود تھا اور شریعتِ مطہرہ کی رو سے یہ عمل درست ہے اس کو مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور انعام پیش کیا جائے گا۔ جو حضرات کونڈوں کو مسنون اور مندوب سمجھتے ہیں ان کے لئے بہترین موقع ہے کہ احقاقِ حق بھی ہوگا اور رقم بھی حاصل ہوگی اگر ہم یہ رقم ادا نہ کریں تو عدالت کے ذریعہ رقم حاصل کر سکتے ہیں۔

حسبِ ذیل بزرگانِ دین نے کونڈوں کے بھرنے کی رسم کو بدعت و گمراہی قرار دیا ہے:

(۱) حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی سنہ ۱۳۴۹ھ

(۲) حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ بانی دارالعلوم کراچی سنہ ۱۳۷۰ھ

(۳) مولانا سید محمد مبارک مدرس مصباح العلوم بریلی سنہ ۱۳۴۹ھ

(۴) مولانا محمد یٰسین دارالعلوم سرائے خام بریلی سنہ ۱۳۴۹ھ

(۵) مولانا محمد ایوب فرنگی محلی لکھنو سنہ ۱۳۴۶ھ

(۶) مولانا ابوالقاسم محمد عتیق فرنگی محلی لکھنو سنہ ۱۳۴۶ھ

(۷) مولانا محمود الحسن بدایونی سنہ ۱۳۹۰ھ

ان کے علاوہ بے شمار علماء وفضلاء ومشائخ اہل سنّت والجماعت نے متفقہ طور پر ان کونڈوں کی رسم کو بدعت اور ضلالت قرار دیا ہے ۔

خاکپائے علماء مشائخ

پیرزادہ ابرار محمد خطیب جامع دار الحق صدر تنظیم الائمہ لاہور

خادم خانقاہ عالیہ صابریہ وچشتیہ. دار الحق ٹاؤن شپ لاہور

خاکپائے علماء مشائخ

ناچیز انیس احمد صدیقی حنفی مجددی ولی اللّٰہی

خادم درگاہ حضرت مولنا شاہ محمد عاشق پھلتی وشاہ اہل اللہ پھلتی نزیل صدیقی نگر کوٹ لکھپت لاہور

رجب کے کونڈے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ (۴۲:۲۱)

ترجمہ: کیا انہوں نے اللہ کا شریک بن کر دین کی نئی راہ ڈالی ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔

ہمارے بعض شہروں اور قصبوں میں ہر سال ۲۲ رجب کو خفیہ کونڈے کھلانے کی رسم جاری ہے، جس کی دینی حیثیت کچھ نہیں کیونکہ :-

(۱) نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(ب) نہ یہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اسلام سے منقول ہے اور

(ج) نہ ہی امامیہ فرقوں (کیسانی، اسماعیلی، اثنا عشری اور علوی کے بزرگوں کا تعامل یہ کچھ ظاہر تا ہے۔

لہٰذا یہ خلافِ شرع اور بے اصل بدعت درصل مخالفینِ اسلام اور معاندینِ صحابۂ کرامؓ کی ایجاد ہے جو شمالی ہند کے علاقہ اودھ سے شروع ہوئی اور لکھنؤ اور رامپور کے نوابوں نے رفض کو پروان چڑھانے کے لئے اس قسم کی بدعات کو عام کرنے میں حصہ لیا۔ اس امر کی شہادت مندرجہ ذیل بیانات سے ظاہر ہے :-

(۱) حکیم عبدالغفور صاحب آنولوی ثم بریلوی نے اپنے مضمون (رجب کے کونڈے) مندرجہ رسالہ "صحیفۂ اہل حدیث" کراچی، اشاعت ۱۴؍اگست ۱۹۶۲ء میں بیان کیا ہے:

کونڈوں کی رسم بالکل جدید ہے۔ اور اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ:۔

"نواب حامد علی خاں والئے رامپور اپنی کسی "منظورِ نظر رنڈی" سے ناراض ہوئے اور عتابِ شاہی صدور ہوا، اس چالاک کسبی نے نواب صاحب کے مذہبی عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام جعفر صادق کے نام سے ایک تراشیدہ افسانہ کے مطابق نواب صاحب کی رضا حاصل کرنے کے لئے ۲۲ رجب کو کونڈے کئے۔

یہ افسانہ اس داشتۂ نواب کا اپنا تراشا ہوا نہیں۔ اس نے تو لکڑ ہارے کی اس داستان عجیب کے اتباع میں کونڈے کئے تھے۔ درحقیقت یہ داستان امیر مینائی مرحوم لکھنوی شاعر کے فرزند خورشید مینائی نے اس زمانے میں طبع کرا کے اہل رامپور میں تقسیم کرادی تھی۔

(۲) پیر جماعت علی شاہ محدث رح کے ایک مرید مصطفیٰ علی خاں نے اپنے کتابچے "جواھر المناقب" کے حاشیے پر حامد حسن قادری مرحوم کا یہ بیان درج کیا ہے کہ:۔

"احقر حامد حسن قادری کو اس داستان عجیب (یا لکڑ ہارے کی کہانی) کی اشاعت اور ۲۲ رجب والی پوریوں کی نیاز کے متعلق یہ علم ہے کہ یہ کہانی اور نیاز سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں ریاستِ رامپور (یوپی) میں حضرت امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے۔ میں اس زمانے میں امیر مینائی صاحب کے مکان کے متصل رہتا تھا اور ان کے خاندان اور ہمارے خاندان میں تعلقات تھے۔۔۔۔ الخ گویا رام پور روہیل کنڈ میں اس رسم کا آغاز لکھنوی

خاندان ہی کی بدولت ہوا۔

(۳) مولوی مظہر علی سندیلوی اپنے روزنامچہ میں جو ۱۹۱۱ء کی ایک نادر یاد داشت ہے لکھتے ہیں کہ :-

۱۹۱۱ء۔ آج مجھے ایک نئی رسم دریافت ہوئی جو میرے اور میرے گھر والوں میں رائج ہوئی جو اس سے پہلے میری جماعت میں نہیں آئی تھی، وہ یہ ہے کہ :-

"۲۱ رجب کو بوقتِ شام میدہ، شکر اور گھی دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور ان پر امام جعفر صادقؒ کا فاتحہ ہوتا ہے اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز و اقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں، یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا ہے اس کا رواج ہر مقام پر ہوا، میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا۔ یہ فاتحہ اب ہر ایک گھر میں نہایت عقیدت مندی کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی جا رہی ہے۔

(۴) عظیم مناظرِ اسلام مولانا عبدالشکور مرحوم نے اپنے رسالہ "النجم" لکھنؤ کی اشاعت جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ میں لکھا تھا کہ :-

"ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یوماً فیوماً بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق ایک فتویٰ بصورتِ اشتہار تین سال سے لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے۔" (یہاں اشتہار کی گنجائش نہیں)

(۵) اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ :-

لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کونڈوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا
(رسالہ النجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ رجب کے کونڈوں کی رسم لکھنؤ اور اس کے گرد و نواح میں قریباً نصف صدی بیشتر شروع ہو کر صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ کے توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد جاہل طبقوں میں پھیلتی گئی اور وہیں سے کھٹملوں کی طرح دیگر مقامات میں مروّج ہوئی۔

داستانِ عجیب کیا ہے ؟

یہ ایک لکڑہارے کی منظوم کہانی ہے جو آج سے ۳۵ سال بیشتر سلطان حسین تاجر کتب بھنڈی بازار بمبئی نے "نیاز نامہ امام جعفر صادق" کے عنوان سے طبع کرائی تھی۔ اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

مدینہ منورہ کا ایک لکڑہارا قسمت کا مارا روزی کمانے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا۔ اس کی بیوی نے مدینہ کے وزیر اعظم کے یہاں جھاڑو دینے کی نوکری کر لی۔ ایک دن جب وہ صحنِ خانہ میں جھاڑو دے رہی تھی تو امام جعفر صادق اس راہ سے یہ فرماتے ہوئے گذرے کہ :-

"کوئی شخص کیسی ہی مشکل اور حاجت رکھتا ہو، آج ۲۲ رجب کو پوریاں پکا کر دو کونڈوں کو بھر کر ہمارے نام سے فاتحہ دلا دے تو مراد اس کی پوری ہو۔ اگر نہ ہو تو حشر کے روز اس کا ہاتھ ہو گا اور ہمارا دامن۔"

یہ سنتے ہی لکڑہارن نے اپنے دل میں منّت مانی کہ میرا شوہر جسے گئے ہوئے ۱۲ سال گذر گئے تھے جیتا جاگتا کچھ کمائی کے ساتھ واپس آ جائے تو میں امام کے نام کے کونڈے

کروں گی۔ جس وقت وہ منت کی نیت کر رہی تھی، عین اسی وقت اس کے خاوند نے دوسرے ملک کے جنگل میں جب سوکھی جھاڑی پر کلہاڑی چلائی تو کسی سخت چیز پر لگ کر گری اس نے وہاں کی زمین کھودی تو اسے ایک دفینہ ملا۔ وہ یہ خزانہ لے کر مدینہ آیا۔ اس نے ایک عالی شان حویلی بنوائی اور ٹھاٹھ سے رہنے لگا۔ جب لکڑہارن نے اپنی مالکہ وزیر اعظم کی بیوی سے یہ حال بیان کیا تو اس نے کونڈوں کے اثر سے خزانہ ملنے کو جھوٹ سمجھا۔ چنانچہ اس بدعقیدگی کی پاداش میں اسی دن وزیر اعظم پر عتاب شاہی نازل ہوا اور مال و دولت ضبط کر کے شہر بدر کر دیا گیا۔

جنگل کو جاتے ہوئے وزیر نے بیوی سے پیسے لے کر خربوزہ خریدا۔ اور رومال میں باندھ کر ساتھ لے چلے۔ راستے میں شاہی پولیس نے انہیں شہزادے کے قتل کے شبہ میں گرفتار کر لیا۔ جب بادشاہ کے سامنے رومال کھولا گیا تو خربوزے کی جگہ شہزادے کا خون سے لتھڑا ہوا سر نکلا۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ کل صبح سویرے اس کو پھانسی دی جائے۔ رات کو قید خانہ میں یہ دونوں میاں بیوی دل میں سوچ رہے تھے کہ ہم سے ایسی کیا خطا ہو گئی جس کی وجہ سے اس حال کو پہنچے۔ یکایک وزیر کی بیوی کو خیال آیا کہ میں امام کے کونڈے کرنے سے انکار کر بیٹھی تھی۔ اس نے اسی وقت توبہ کی اور مصیبت سے نجات ملنے پر کونڈے بھرنے کی منت مانی۔

اس کا منت ماننا تھا کہ حالات کا رنگ پلٹا، گم شدہ شہزادہ صبح کو صحیح سلامت واپس آ گیا۔ ان دونوں کو قید سے رہائی ملی۔ وہ واپس مدینہ آئے۔ بادشاہ نے وزیر کو دوبارہ وزارت عظمیٰ پر بحال کیا اور اس کی بیوی نے دھوم دھام سے امام کے کونڈے بھرنے

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ لغو کہانی خود ظاہر کرتی ہے

کہ اس کا گھڑنے والا لکھنؤ کا کوئی جاہل داستان گو تھا، جس کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ:-

(۱) مدینہ منورہ میں نہ کبھی کوئی بادشاہ ہوا ہے اور نہ وزیر اعظم۔

(۲) عربوں میں میدے کی پوریاں گھی میں پکا کر کونڈوں میں بھرنے اور فاتحہ دلانے کا رواج آج تک نہیں ہوا۔ نہ کونڈے کا برتن وہاں استعمال ہوتا ہے۔

(۳) حضرت جعفر بن محمدؒ کی عمر کے ۵۲ سال تک بنو اُمیہ کی خلافت رہی جس کا صدر مقام دمشق (ملک شام) تھا، مگر ان کی خلافت میں بھی وزیر اعظم کا کوئی عُہدہ نہ تھا

(۴) اس کے بعد ۱۶ سال تک آپ عباسی خلافت میں رہے جس کا صدر مقام بغداد (عراق) تھا۔ ان کے ہاں بھی آپ کی موجودگی میں وزارت کا عہدہ قائم نہ ہوا تھا۔

(۵) یہ بے پر کی کہانی سراسر بکواس ہے اور حضرت جعفر بن محمدؒ پر سخت تہمت ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی فاتحہ دلا کر منت پوری کرنے کی یوں ذمہ داری ہو جو کھلا ہوا شرک ہے۔ آپ کا دامن ایسی لغو باتوں سے پاک ہے۔ اور دینی علوم کی بصیرت میں ان کا بلند مقام ہے

(۶) اس لکڑ ہارے کا قصہ نہ کبھی مدینہ کی گلیوں میں گونجا، نہ عرب ممالک میں کہیں سنائی دیا اور نہ مشرق و مغرب کے کسی اسلامی ملک میں کہیں پہنچا۔

(۷) اس قصے میں جو منظر کشی کی گئی ہے وہ ہندوستان کی کسی راجدھانی اور راجہ کی تو ہو سکتی ہے، عرب کے قبیلے، فرد یا قوم کی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عرب قوم بارہ سال تک اکیلی بیوی کو چھوڑ کر کہیں چلے جانے کے قائل نہیں اور نہ ہی

وہ گرم مزاجی کی وجہ سے جدا رہ سکتے تھے۔

(۸) حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمۃ ۸ رمضان ۸۰ھ اور بروایتِ دیگر ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ شوال ۱۴۸ھ کو ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے ان کی زندگی کے حالات مشہور و معروف ہیں۔ لہٰذا ۲۲ رجب کی تاریخ کی کوئی تخصیص نہ آپ کی تاریخ ولادت سے ہے اور نہ تاریخِ وفات سے۔

(۹) جس طرح اسرائیلی قوم عجائب پرست تھی اور ہر مدعی نبوت سے معجزات و کرامات کے ظہور کی آرزومند رہتی تھی۔ اسی طرح اودھ کی شیعہ ریاست کے ماتحت رام اور لچھمن کے دیس کے خالص ہندو معاشرے میں رہنے والے عوام کالانعام بھی ہندو دیومالاؤں اور رامائن کے من گھڑت قصے سن سن کر عجائب پرست بن گئے تھے اور لکھنو کے داستان گویوں کو تو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے نوابوں کی سرپرستی میں طلسمِ ہوش رُبا اور فسانہ عجائب جیسی طویل داستانیں گھڑ کر ہندو دیومالاؤں کو بھی مات کر دیا تھا۔ لہٰذا لکھنوی معاشرے میں بزرگانِ سلف کی طرف منسوب اور افتراء کردہ حکایات کا قبول عام حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ کیونکہ ان کے لئے نہ کسی سند کی ضرورت تھی نہ کسی ضابطے کی۔

(۱۰) جس چیز کو دینی طور پر پیش کیا جائے اس کے جواز کی سند تو ضابطہ دین سے ہی پیش کی جانی چاہیئے۔ سورۃ انعام ۶: آیت ۱۷ میں ارشادِ باری ہے کہ :-

(ترجمہ) "اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالےٰ کے سوا اسے کوئی رد نہیں کر سکتا اور اگر وہ تم کو کوئی فائدہ پہنچائے تو بھی اُسے قدرت حاصل ہے۔ لہٰذا غیر اللہ سے کوئی مراد مانگنا شرک ہے جو ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ (آلِ عمران ۳: ۱۰۴)

۲۲ رجب سنہ ۶۰ھ کو

امیر المومنین، امام المتقین، خال المسلمین، مکرم کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص معتمد اور عصائے اسلام حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں کی پچاس سال تک خدمت کرنے کے بعد وفات پائی تھی۔ روافض جس طرح امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی میں ان کے مجوسی قاتل ابو لؤلؤ فیروز کو بابا شجاع کہہ کر عید مناتے ہیں اسی طرح وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲ رجب کو یہ تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کے لئے ایک روایت گھڑ کر حضرت جعفر بن محمد کی طرف منسوب کردی ہے تاکہ راز فاش ہونے سے رہ جائے اور دشمنانِ معاویہ رضی اللہ عنہ چپکے سے ایک دوسرے کے یہاں بیٹھ کر یہ شیرینی کھالیں اور یوں اپنی خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ ان کی تقیہ بازی اور اس پُرفریب طریقۂ کار سے حضرت جعفرؒ کی نیاز کی دعوت میں کئی سادہ لوح توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہو جاتے ہیں۔

خبردار

کونڈے بھرنا زمانہ حال ہی کی ہندوستانی ایجاد ہے۔ لہٰذا اس گمراہی سے بچنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ یہ ایک صحابی رسولؐ اور کاتبِ وحی کے دشمنوں کی تقریب ہے

(ایم جے آغا خان ایم اے)

بشکریہ تبلیغی مرکز ریلوے روڈ۔ لاہور

[illegible] پرنٹنگ پریس کراچی

اشاعت سوم فروری ۱۹۸۴ء

اِطّلاعِ عام

ٹرسٹ کسی قسم کا کوئی چندہ وصول نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

البتہ کارِ خیر اور صدقہ جاریہ میں شرکت کے لیے دعوتِ عام ہے تبلیغ دین اور اصلاحِ معاشرہ کی کوشش کرنا فی زمانہ فرضِ عین ہے۔

جو اصحابِ خیر حصہ لینا چاہیں براہ راست بذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر اپنے عطیات روانہ کر سکتے ہیں یا ہمارے اکاؤنٹ نمبر ۷۵۵ حبیب بینک لمیٹڈ لسبیلہ برانچ نشتر روڈ کراچی میں جمع کرا سکتے ہیں۔ کراچی سے باہر کے چیک قبول نہیں کئے جائیں گے۔

جو اصحاب ہر ماہ رسائل کے طالب ہوں وہ رکنیت اختیار کر سکتے ہیں۔ رکنیت فارم کے ہمراہ ایک صد روپیہ سالانہ پاکستان میں اور تین صد روپیہ سالانہ بیرون پاکستان کے لیے ضروری ہیں زیادہ جو بھی ہو وہ صدقہ جاریہ کے لیے عطیہ ہوگا۔

عطیہ رکنیت کسی قسم کی فیس یا کتب و رسائل کا بدل نہیں بلکہ صدقہ جاریہ میں شرکت ہے اس کا مقصد صرف رضاء الٰہی کا حصول ہونا چاہیئے۔

یہ رسائل رعایتی قیمت پر حاصل کر کے اپنے حلقہ احباب برادری اور طلباء میں تقسیم کیجیے۔ دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کا یہ سہل طریقہ ہے۔

اردو کے علاوہ عربی فارسی انگریزی سندھی بلوچی پشتو گجراتی تراجم بھی دستیاب ہیں۔

رسائل کی مفت تقسیم شفاخانوں جیلوں اور فوج اور پولیس کے جوانوں تک محدود ہے دیگر حضرات یا ادارے فہرست کے مطابق قیمت ادا کر کے طلب کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں وی پی طلب کیا جا سکتا ہے۔

اراکین کے لیے ضروری ہے کہ خط و کتابت میں اپنا رکنیت نمبر تحریر فرمائیں۔ دیگر حضرات مکمل نام و پتہ خوشخط تحریر فرمائیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی۔

قرآن کریم۔ تفاسیر۔ احادیث شریفہ اور دینی کتب نیز ہمارے شائع کردہ رسائل کی فہرست طلب فرمائیے۔

یکم جنوری ۱۹۸۳ء